عتیقہ ایوب

بہاریں تیرے دستک

"ایسی بات نہیں ہے بیٹا' آپ میری سب سے پیاری بیٹی ہو' کیا باپ ہونے کے ناطے میں آپ کی زندگی کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا؟ کیا اتنا بھی حق نہیں میرا؟" وہ بے بس ہو کر پوچھ رہے تھے۔ سامنے ان کی سب سے بڑی' سب سے لاڈلی بیٹی تن کر کھڑی تھی۔ آج تک وہ اس کی مانتے آئے تھے اور آج وہ "ان" کی نہیں مان رہی تھی۔

"سوری پاپا' میں مانتی ہوں آپ کے پاس حق ہے' مگر میرے پاس بھی انکار یا اقرار کا حق ہے۔ مجھے اس شخص سے شادی نہیں کرنی۔ نہ ہی میں آپ کے خاندان یا جرگے کا کوئی فیصلہ ماننے کی پابند ہوں۔ میرا نام لائبہ محمد علی ہے' اپنی زندگی کے فیصلے میں خود بہتر کر سکتی ہوں اور آپ پاپا' آپ تو بہت پیار کرتے تھے نا مجھ سے' پھر کہاں گیا وہ پیار؟ اب اپنے خاندان کو بچانے کے لیے آپ اپنی ہی بیٹی کی قربانی دے رہے ہیں... واہ۔" وہ بھی ان کی ہی بیٹی تھی۔ دلائل دینے میں ماہر۔ ایک لمحے کے لیے وہ بالکل چپ ہو گئے۔ یک دم احساس ہوا تھا کہ وہ واقعی بوڑھے ہو گئے ہیں۔ سامنے بیٹی تن کر کھڑی تھی۔

"وہ... وہ اچھا آدمی ہے وہ..." انہوں نے کہنا چاہا۔

"میں اچھی نہیں ہوں پھر۔" وہ کہہ کر جھٹکے سے

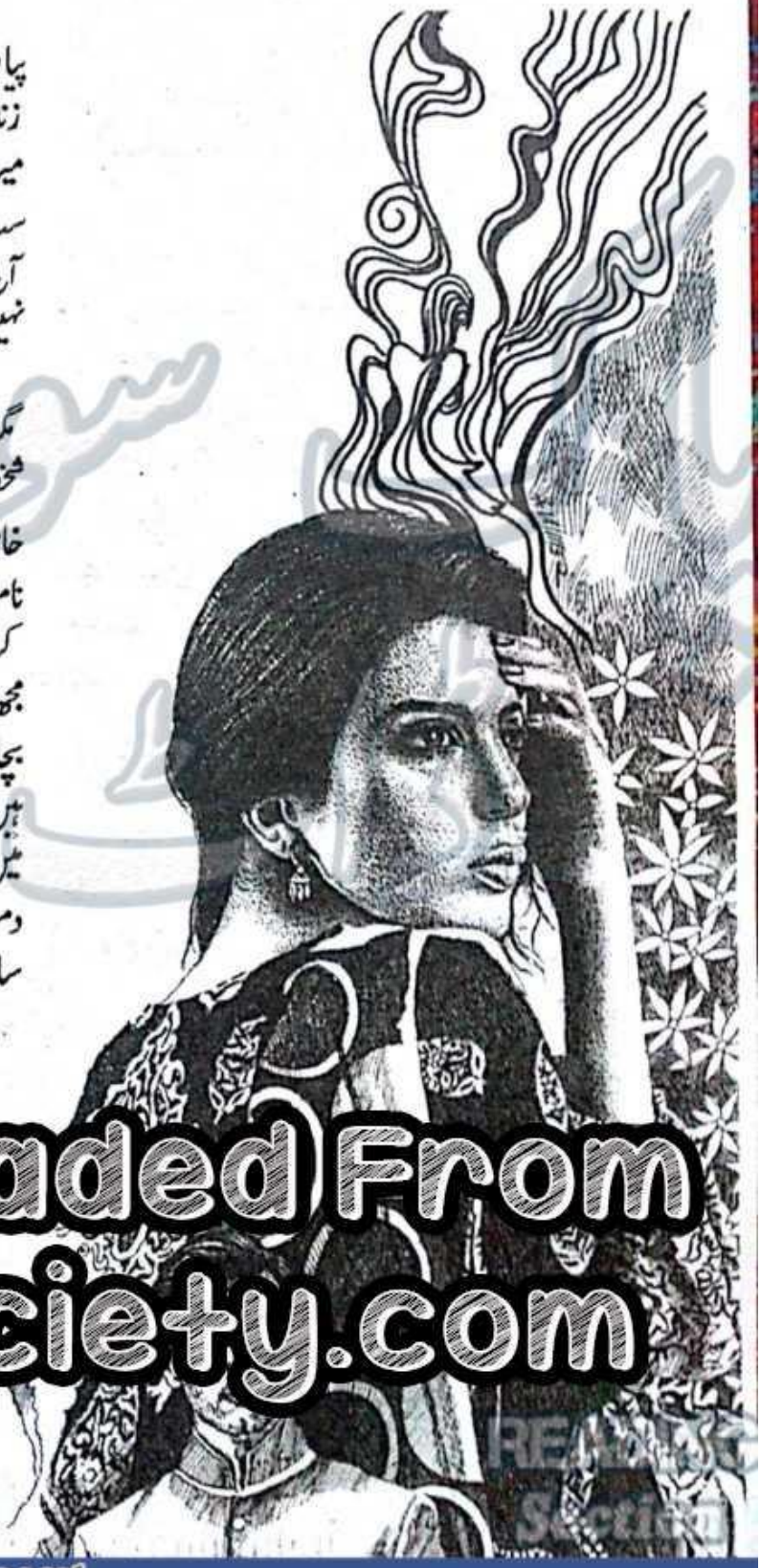

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

باہر نکل گئی۔ پیچھے وہ اکیلے رہ گئے تھے' یہ تو ان کی قسمت میں لکھ دیا گیا تھا' وہ ہمیشہ' ہر مقام پر اکیلے رہ جاتے تھے۔

☆ ☆ ☆

"کیا تم سیریسلی سیریس ہو؟" لفظوں کی طرح لہجہ بھی عجیب تھا۔ فراز سمیت پورا گروپ مسکرا دیا۔

"نہیں' میں صرف سیریس ہوں' یہ سیریسلی سیریس کیسے ہوتے ہیں؟" اب وہ چڑا رہا تھا۔

"شٹ اپ!" اس نے خفا ہو کر کہا اور منہ پھیر لیا۔

"ہیلو گائز' کہاں تک پہنچیں تیاریاں؟" دھپ سے کتابیں گھاس پر پھینک کر وہ خود بھی آلتی پالتی مار کر وہیں بیٹھ گئی تھی۔

"چلو جی' لوگوں کو ابھی تک سیریس ہونے کا یقین نہیں آرہا اور محترمہ کو تیاریوں کی بھی پڑ گئی ہے" عاصم نے آنکھیں گھما کر کہا۔

"کس کو یقین نہیں آرہا' ذرا مجھے منہ دکھانا اس کا۔" حسب توقع وہ چڑ گئی تھی۔

"تم نے منہ دکھائی میں کچھ دینا ہے؟" بڑے سنجیدہ لہجے میں فراز نے کہا۔ جواباً اس نے ساتھ پڑی کتاب اس کے گھنگھریالے بالوں والے سر پر دے ماری۔

"یہ دینا تھا۔" کتاب مار کر وہ سکون سے بولی اور مزے سے فراز کو دیکھا' جو اسے گھور رہا تھا۔

"میں نے نہیں کہا تھا' یہ ردا صاحبہ مجھ سے پوچھ رہی تھیں کہ "سیریسلی سیریس" ہو۔" فراز نے ایک گھوری ردا اور دوسری فاطمہ محمد پر ڈالی۔

"اے ردا! سیدھی طرح تیاری کرو بس۔ نو مور آرگومنٹ۔ ان چھٹیوں میں ہم ہر صورت سندھ جائیں گے بس۔" اس نے قطعی لہجے میں کہا اور کھڑی ہو گئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اب تم کہاں جارہی ہو؟" کب سے خاموش عائشہ بولی۔

"مجھے کچھ کام ہے ڈاکٹر سمیع سے۔ آتی ہوں۔" تیز تیز لہجے میں وہ کہتی ہوئی بھاگی۔ پیچھے وہ سب ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گئے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ وہ "فاطمہ محمد" تھی۔ ہوا کا جھونکا۔ ایک پل میں ادھر' ایک پل میں ادھر۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں تھرڈ ائیر کی اسٹوڈنٹ' مگر جان پہچان سب سے تھی۔ جونیئرز سے لے کر فائنل ائر تک سب اسے جانتے تھے اچھی طرح۔ مزاجاً" بھی مہم جویانہ تھی۔ نئے سے نیا کام کرنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اب بھی سردیوں کی آنے والی چھٹیوں کی پلاننگ وہ کر چکی تھی۔ فائنل ائیر کے اسٹوڈنٹس اور کچھ ٹیچرز ان چھٹیوں میں اندرون سندھ میڈیکل کیمپ لگا رہے تھے۔ ان میڈیکل کیمپس کا مقصد لوگوں کو فری ادویات فراہم کرنا اور ان کا چیک اپ کرنا اور دوسرا دیہی علاقوں کے لوگوں کو مختلف بیماریوں کے پھیلنے کے بچاؤ کے طریقوں سے

آگاہ کرنا تھا۔۔۔ فاطمہ بھی ان کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔ گو کہ تھرڈ ائیر میں ہونے کے ناطے وہ نہیں جاسکتی تھی' مگر پھر بھی اس نے ہیڈ آفس سے اجازت حاصل کرلی تھی اور ساتھ میں پورے گروپ کو بھی تیار کرلیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"مجھے پتا تھا محمد علی' تم ناکام رہو گے۔" سرد لہجے میں بلا کا غصہ تھا۔ وہ اس عمر میں بھی کانپ گئے۔

"نہیں بابا جان وہ۔۔۔ وہ ناسمجھ ہے۔ نہیں تو مان جاتی۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔" انہوں نے کہنا چاہا' مگر بابا جان نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"ناسمجھ؟ ہونہہ' تمہاری بیٹی ہے' تم پر گئی ہے۔۔۔ تم بھی ہمارے لاڈلے تھے اور تقریباً" اپنی بیٹی والی عمر میں ہی تم نے ہمارا اور اپنی بہن کا مان توڑا تھا۔ تمہاری بیٹی بھی تمہاری لاڈلی ہے اس نے بھی تمہارا مان توڑ دیا۔۔۔ جو دل کے زیادہ قریب ہوتے ہیں وہی زیادہ تکلیف میں ڈالتے ہیں۔" ان کی آواز بھرا گئی تھی۔ وہ شرمندگی سے سر جھکا گئے۔

"مگر ایک بات کان کھول کے سن لو' شادی ہوگی اور ضرور ہوگی۔ لائبہ نہیں مانتی تو اپنی چھوٹی بیٹی کو مناؤ۔۔۔" ایک بار پھر ان کی آواز میں چٹانوں والی سختی اتر گئی تھی اور محمد علی کے قدموں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔

"فاطمہ کو؟ وہ تو۔۔۔ وہ تو۔۔۔ بابا جان وہ چھوٹی ہے ابھی اور وہ تو۔" وہ ایک بار پھر ہکلا گئے تھے۔ بابا جان ایک جھٹکے سے ان کی طرف مڑے۔

"وہ تو لائبہ سے بھی زیادہ ضدی ہے۔ ہے نا۔ یہی کہنا چاہ رہے ہو نا تم۔ اور تمہارے تو قابو میں بالکل نہیں ہے وہ۔ ہے نا اور تو اور وہ تو چھٹیوں میں بھی اپنے باپ کے گھر آنا پسند نہیں کرتی۔ ہے نا؟" بابا جان بغور انہیں دیکھ رہے تھے اور بول رہے تھے اور وہ حیران تھے۔ انہیں شاید امید نہیں تھی کہ بابا جان اتنے "باخبر" تھے۔

"کیا ہوا جو ہم ان سے کبھی ملے نہیں' مگر ہم کبھی ان سے بے خبر نہیں رہے محمد علی! ہم سب جانتے ہیں۔" انہوں نے بیٹے کی آنکھوں میں لکھی حیرانی پڑھ لی تھی۔

"وہ مجھے غلط سمجھتی ہے بابا جان۔ وہ۔۔۔" انہیں لگا آج وہ کچھ کہنے کے قابل نہیں ہیں۔

"وہ جو سمجھتی ہے' صحیح سمجھتی ہے۔ افسوس محمد علی' افسوس۔ نہ تم اچھے بیٹے بنے' نہ اچھے باپ۔ نہ بھائی۔ ہر رشتے میں ناکام ہوگئے تم۔" وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بیٹھ گئے تھے۔

"خیر فاطمہ کو مناؤ ہر حال میں بس۔۔۔ اور ہمیں امید ہے کہ وہ مان جائے گی کیونکہ وہ تمہارے جیسی نہیں۔" سرد لہجے میں کہہ کر وہ باہر نکل گئے اور وہ وہیں سن' بیٹھے رہ گئے۔

"وہ مان جائے گی کیونکہ وہ تمہارے جیسی نہیں۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

الفاظ نہیں تھپڑ تھے جو بابا جان اس عمر میں ان کے منہ پر مار گئے تھے۔ ہر چیز کو جیتنے والے ہر چیز سے ہار رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

"اف! ٹھنڈ بہت ہے۔ مجھے تو ٹینشن ہونے لگی ہے۔" زینب ہاتھ مل رہی تھی۔ پوری بس میں ہاہا کار مچی ہوئی تھی۔

"ہائے، مجھے تو بہت مزہ آرہا ہے۔ آئی ایم ٹو ایکسائیٹڈ۔" کل تک سیریسلی سیریس پوچھنے والی ردا کو کچھ زیادہ ہی مزہ آرہا تھا۔ آج بائیس دسمبر کی صبح وہ نکل پڑے تھے۔ تھرڈ ائیر والوں نے اپنی الگ بس کروائی تھی۔ دونوں بسیں آگے پیچھے تھیں۔ ٹھنڈ بری طرح ہڈیوں میں گھس رہی تھی، مگر جوش میں کوئی محسوس نہیں کر رہا تھا پوری بس میں شور و غل، ہنسی مذاق تھا۔ سندھ جانے والے سارے اسٹوڈنٹس اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ زندگی کی ہر فکر سے آزاد لوگ۔ جنہوں نے زندگی میں ہر نعمت اپنے پاس پائی تھی۔ نہ انہیں غربت سے شروع ہونے والی لازوال اذیت کا اندازہ تھا نہ زندگی کی دوسری تکلیفوں اور تلخیوں کا۔ ان کا پڑاؤ گھوٹکی اور گھوٹکی سے ملحقہ مختلف گاؤں میں تھا۔ وہ پہلی بار کسی پسماندہ علاقے میں جا رہے تھے اور ان سب کی لیڈر فاطمہ محمد سب سے آگے تھی۔

بلیو جینز، وائٹ ٹی شرٹ اور اوپر سے بلیک اپر میں، جاگرز پہنے، اونچی پونی ٹیل باندھے، گلے میں سرخ مفلر لپیٹے وہ میڈیکل کی نہیں ایف ایس سی کی اسٹوڈنٹ لگ رہی تھی۔ سفید رنگت پر سرخ ہوتی ناک، کانچ جیسی براؤن چمکتی آنکھیں اس کی خوشی ظاہر کر رہی تھیں۔ وہ مختلف تھی، کالج کی سب سے سوشل اسٹوڈنٹ، مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ چھٹیوں میں بھی ہاسٹل میں رہتی۔ بہت کم گھر جاتی۔ سارا گروپ حیران ہوتا تھا، لیکن اس سے پوچھنے کی ہمت کس میں تھی؟

"فاطمہ۔۔۔" عاصم نے پیچھے سے آواز لگائی تو وہ تیزی سے مڑی۔

"کیا ہے؟" حیرت سے پوچھا۔

"پیچھے آؤ، انتاکشری کھیلتے ہیں۔" جواب علی نے دیا تھا۔ وہ سرہلاتی پچھلی سیٹوں پر آگئی تھی۔ کچھ دیر بعد ہی پوری بس گانوں کے شور سے گونج رہی تھی۔ وہاں ہنسی تھی، قہقہے تھے اور خوشیاں تھیں۔

☆ ☆ ☆

"لٹا دی ہم نے ایسے
زندگی باپ کی کمائی ہو جیسے"

رات گئے ان کی گاڑی اپنے گھر کے پورچ میں داخل ہوئی تھی۔ پورا اسلام آباد دھند میں لپٹا پڑا تھا۔ ایسی ہی دھند ان کے اپنے اندر بھی اتر رہی تھی۔

"سلام صاحب۔" ملازم نے انہیں دیکھ کر کہا۔ جواباً انہوں نے سرہلانے پر اکتفا کیا پھر یک دم رکے۔

"لائبہ بی بی کہاں ہیں؟" انہوں نے ملازم سے پوچھا۔

"جی اپنے کمرے میں ہیں۔" ادب بھرا جواب آیا

بہنوں کے لیے خوشخبری
خواتین ڈائجسٹ کے ناولوں پر
40% رعایت
یہ رعایت صرف ہماری دکان
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 - اردو بازار، کراچی پر دستیاب ہے

Downloaded From
Paksociety.com
READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا۔ وہ سر ہلاتے آگے بڑھے پھر ایک دم دوبارہ رکے۔
"فاطمہ نہیں آئی؟" کچھ سوچتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔ لہجہ تصدیق کرنے والا تھا گویا تصدیق کر رہے ہوں کہ نہیں آئی نا۔
"جی' جی نہیں صاب۔" ملازم نے بوکھلا کر کہا۔ امید نہیں تھی کہ صاحب فاطمہ کا بھی پوچھ سکتے ہیں۔ وہ ہونٹ بھینچے سیڑھیوں کی طرف مڑ گئے۔ لائبہ کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے جھانکا' وہ پرسکون نیند سو رہی تھی۔ وہ واقعی ان کے جیسی تھی۔ ایک تلخ مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پر بکھر گئی۔ ٹھنڈا سانس بھر کے وہ اپنے کمرے کی طرف آ گئے۔

☆ ☆ ☆

"میرا خیال ہے یہاں پڑاؤ ڈال لینا چاہیے۔" فائنل کے شہروز نے کہا' رات پڑ گئی تھی' وہ سندھ کی حدود میں تھے' شاید گھونکی کے کہیں آس پاس۔
"یہ کون سی جگہ ہے؟" فاطمہ نے باہر جھانکا۔ سردیوں کی کالی رات چھا چکی تھی' باہر صرف تاریکی تھی۔
"کوئی گاؤں ہے یہ بھی' ابھی ہم اپنی منزل سے تین چار گھنٹے دور ہیں' وہاں جانا فی الحال ممکن نہیں۔" شہروز نے وضاحت کی۔ وہ سب سر ہلاتے اترنے لگے' ساتھ ہی کیمپنگ کا سامان بھی اتارنے لگے۔ ٹارچ کی روشنی میں بڑے بڑے درخت' دور تک پھیلی فصلیں' عجیب ہیبت ناک منظر پیدا کر رہی تھیں۔
"کیا کیمپنگ یہیں کرنی ہے؟" فاطمہ نے فائنل ائیر کے سی آر سے پوچھا' جو ٹھنڈ کے مارے ہاتھ رگڑ رہا تھا۔
"ہاں' ظاہر ہے۔" اس نے مختصر جواب دیا۔
"مگر یہاں بہت ٹھنڈ ہے۔" ردا کپکپاتے لہجے میں بولی۔
"تو؟ اب گاؤں والے تمہارے لیے مہمان خانے تو نہیں بنا کر بیٹھے۔" فراز نے خیمہ نصب کرتے ہوئے جواب دینا ضروری سمجھا۔ ٹیچرز کے خیمے لگ گئے تھے' وہ سب بھی کام کرنے لگے سوائے فاطمہ کے جو ابھی تک ٹارچ ہاتھ میں لیے متجسس سی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ بے دھیانی میں وہ ٹارچ پکڑے تھوڑا آگے چلی گئی' کھیتوں میں موجود بستی بہت دور تھی' کچے پکے مکانات' کسی کسی مکان پر چمکتا مدھم بلب.... وہ تھوڑا اور آگے بڑھی پھر رک گئی۔ مکانوں کے درمیان سے ہی قلعہ نما عمارت دور سے ہی بڑی آب و تاب کے ساتھ کھڑی تھی' پوری عمارت تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی' ذرا بھی روشنی نہیں تھی۔ تھوڑی چاند کی روشنی میں یہ دیو ہیکل عمارت اور بھی خوف ناک لگ رہی تھی۔
"یہ کسی کا گھر ہے؟ یا کوئی تاریخی عمارت ہے" وہ بڑبڑائی۔ اتنے پسماندہ علاقے میں اتنی اونچی' وسیع و عریض حدود اربعے والی عمارت.... اسے پھر سے تجسس ہوا۔ تاریکی میں ڈوبی عمارت دیکھ کر لگ رہا تھا شاید وہاں کوئی نہیں رہتا تو پھر یہ عمارت کس کی ہے؟ کیا واقعی کوئی تاریخی محل ہے.... ان ہی سوچوں میں وہ کافی آگے آ گئی تھی' بستی اب تھوڑی ہی دور تھی.... ادھر وہ خیمے نصب کرتے ہی تھکے ہارے آرام کے لیے لیٹ گئے تھے۔
"ہو سکتا ہے یہ کسی گھوسٹ وغیرہ کی ملکیت ہو؟" اب کے سوچوں نے نیا رخ بدلا۔ رات کے دس بجے تھے' مگر سردی کی وجہ سے تاریکی بہت زیادہ تھی۔ بھوت؟ اوہ گڈ۔ ایکسائیٹڈ۔ "ہو سکتا ہے آج میری بھوتوں سے ملنے کی خواہش پوری ہو ہی جائے...." وہ پرجوش سی آگے بڑھتی گئی۔ کیمپ بہت دور رہ گئے تھے' وہ بستی کے سامنے پہنچ گئی تھی۔ بستی سامنے آتے ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ گئی۔ اندھیرے میں اس کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا تھا' ٹارچ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گری اور کرچی کرچی ہو گئی۔
"اوہ شٹ۔ ڈیم اٹ۔" اس نے سارا غصہ اس پتھر پر نکالا جس سے پاؤں الجھا تھا۔ پھر جینز کی جیب سے موبائل نکالا اور اس کی ٹارچ آن کی۔ یک دم اسے اپنے پیچھے کسی سرسراہٹ کی آواز آئی' وہ جہاں کھڑی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھی وہیں جم گئی۔ پھر آہستہ سے مڑی اور دھک سے رہ گئی۔ سامنے دو بڑے منہ والے کتے پورا منہ کھولے کھڑے تھے۔ شاید وہ ٹارچ کے گرنے کی آواز سن کر آ گئے تھے۔

"آ... آآآآآآآآآآ۔" اس کے منہ سے زوردار چیخیں برآمد ہوئی تھیں، ساتھ ہی اس نے دوڑ لگادی تھی۔

"ہیلپ، ہیلپ، ہیلپ۔" وہ چیخی۔ کئی گھروں کی لائٹس آن ہوئی تھیں۔ کتے اس کے پیچھے تھے۔ اس کی جینز کا پائنچا کتے کے منہ میں آگیا تھا۔ وہ جتنا زور سے چلا سکتی تھی چلائی، اب احساس ہوا تھا کہ وہ کیمپ سے بہت دور آ گئی تھی۔ دوسرا پائنچا بھی دوسرے کتے کے منہ میں آگیا تھا۔ وہ پوری شدت سے چلا رہی تھی تب ہی فائرنگ کی آواز آئی گولی کتے کو لگی تھی۔ وہ وہیں گر گیا، دوسرا بھاگ گیا تھا اور وہ خود، وہ بھی وہیں گر گئی تھی۔ جھاڑیوں سے کتے کے بھاگنے کی وجہ سے ٹانگ سے خون رس رہا تھا۔ مڑ کر اس نے فائرنگ کرنے والے کو بھی نہیں دیکھا۔ آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔ آنکھوں پر روشنی پڑنے پر اس نے اوپر دیکھا تھا۔ روشنی دکھانے والا نہیں صرف روشنی نظر آئی تھی۔

"کون ہو تم، یہاں کیا کر رہی ہو؟" گمبھیر آواز میں پوچھا گیا تھا، پوچھنے والا اب قریب ہی بیٹھ گیا تھا۔ بندوق ایک طرف رکھ کر وہ اس کی طرف مڑا۔

"مم... میں... میں۔" اس سے بولا نہیں گیا تھا، ہاتھ ٹانگ پر تھا۔

"اوہ! تم زخمی ہو... ویری سیڈ۔ یہ کتے اجنبیوں پر حملہ کرتے ہیں۔" اس نے تاسف سے کہا اور اس کا ہاتھ پیچھے کر کے زخم دیکھنے لگا۔ وہ اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔

"میں... مجھے واپس جانا ہے۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ مقابل نے چونک کر سر اٹھایا پھر ساکت ہو گیا۔ ٹارچ کی روشنی میں گالوں پر بکھرتے آنسو، بھیگی کانچ کی آنکھیں۔

"واپس، واپس کہاں جانا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"کیمپ میں۔" اس نے کہا۔ نچلا ہونٹ دانتوں تلے تھا۔

"اوہ۔ کوئی ٹرپ آیا ہے کیا؟ کہاں ٹھہرا ہے؟" اس نے طویل سانس لے کر پوچھا۔

"گاؤں سے تھوڑی دور۔" وہ تکلیف سے ہونٹ بھینچ رہی تھی۔

"اوہ، اوکے۔ اٹھو، تمہاری بینڈیج کر دیتا ہوں پھر چھوڑ آؤں گا۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ وہ ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔ گن اٹھا کر اس نے کندھے پر ڈالی اور آگے بڑھ گیا۔ وہ ساتھ گھسٹتی جا رہی تھی۔

"کہاں، کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے۔" کچھ خیال آنے پر اس نے پوچھا۔

"گھر..." اس نے مختصر جواب دیا۔

"مجھ سے چلا نہیں جا رہا۔" اس نے روہانسے لہجے میں کہا۔ اب کے وہ اس کی طرف مڑا اور اسے سہارا دیا۔ جینز شرٹ اور اپر میں... اگر گاؤں والے اس لڑکی کو اس حلیے میں دیکھ لیں تو... وہ تصور کر کے مسکرا دیا۔

وہ ہونٹ بھینچ گئی۔ اسے الجھن ہو رہی تھی۔ اتنی ڈرپوک اور بزدل تو نہیں تھی وہ... تھوڑی دیر بعد وہ اسی شاندار عمارت کے سامنے کھڑے تھے۔ اسے ایک دم یاد آگیا کہ وہ اسی عمارت کے پیچھے آئی تھی یہاں، مگر اب وہ تاریکی میں ڈوبی ہوئی نہیں تھی، بتیاں جل رہی تھیں۔

"یہ... یہ... یہ تمہارا گھر ہے؟" وہ اسے اس قوی ہیکل گیٹ کی طرف بڑھتا دیکھ کر بولی۔

"جی ہاں۔" اس نے پھر مسکرا کر جواب دیا۔ شاید بات بات پہ مسکرانا اس کی عادت تھی۔

"اوہ۔" اس کے منہ سے ٹھنڈی سانس نکل گئی۔

اندر خاموشی کا راج تھا۔ گیٹ سے داخل ہوتے ہی اسے پورچ میں کھڑی گاڑیاں نظر آئی تھیں، سائیڈ پر وسیع و عریض لان بھی تھا۔ پورچ کے آگے شاندار قلعہ نما عمارت تھی۔ وہ پورچ کی طرف بنے چھوٹے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کمرے کی طرف بڑھا' اندر داخل ہو کر اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور الماری سے فرسٹ ایڈ باکس نکالنے لگا۔ جب کہ وہ خاموش نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ آکر نیچے بیٹھا اور بینڈیج کرنے لگا' تب اس نے بغور سامنے والے کا جائزہ لیا۔ بلیک شلوار سوٹ پر پہنی گئی بلیک جرسی میں اس کا لمبا قد بیٹھنے کی حالت میں بھی نمایاں ہو رہا تھا۔ ماتھے پر بکھرے سیاہ بال' کھڑی ناک... وہ اچھا خاصا خوب صورت شخص تھا اور پڑھا لکھا بھی لگ رہا تھا اپنی گفتگو سے۔

"تم کون ہو؟ کیا نام ہے تمہارا؟ یہاں کیوں رہتے ہو؟" زخم کو تھوڑا سکون ہوا تو اس نے سوالوں کی برسات کردی۔ وہ فرسٹ ایڈ باکس بند کر رہا تھا اب۔ اس کے سوال سن کر ایک بار پھر مسکرایا تھا۔ دونوں گالوں میں گڑھے ابھرے تھے۔

"میرا نام شاہ زر ہے۔ شاہ زر سکندر۔ اور میں یہاں اس لیے رہتا ہوں کیونکہ یہ میرا گھر ہے۔" وہ باکس دوبارہ الماری میں رکھ رہا تھا۔

"اوہ... اصل میں' میں تمہارا گھر دیکھنے کے لیے ہی کیمپنگ والی جگہ سے آگے آگئی تھی۔ میں حیران تھی کہ اتنے پسماندہ علاقے میں اتنی شاندار عمارت اور تمہیں دیکھ کر اور بھی حیران ہوگئی ہوں۔ مجھے امید نہیں تھی کہ یہاں بھی کوئی ایجوکیٹڈ شخص مل سکتا ہے۔" اس نے عادت کے مطابق صاف بات بتائی۔ وہ ٹانگ موڑ کر الماری سے ٹیک لگائے کھڑا تھا' دونوں ہاتھ سینے پر باندھے مسکراتے ہوئے اس کی بات سن رہا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں ایجوکیٹڈ ہوں؟" وہ دلچسپی سے بولا۔ سامنے بیٹھی لڑکی کافی مختلف لگی تھی اسے۔ بڑے آرام سے وہ بے خوف ہو کر رات کے اس پہر ایک جوان آدمی کے ساتھ سوال جواب کر رہی تھی۔ اگر گاؤں والے یا حویلی والے دیکھ لیتے تو...؟ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری گفتگو سے پتا چلا اور تمہارے بینڈیج کرنے سے۔" اس نے الجھے سے لہجے میں کہا۔ وہ اس کی بے وجہ مسکراہٹ میں الجھ رہی تھی۔

"گڈ۔" اس نے داد دی۔

"کیا کرتے ہو تم؟ مطلب کتنا پڑھے ہو؟" اس نے اگلا سوال کیا۔ وہ مڑ کر اب ہیٹر آن کر رہا تھا۔

"میں... میں ڈاکٹر ہوں۔ جاب تو شہر کے اسپتال میں ہے' مگر یہاں گاؤں میں بھی کلینک ہے۔" ہیٹر آن کر کے اس نے دوبارہ الماری کھول لی تھی۔ وہ الیکٹرک کیتل نکال رہا تھا۔

"اوہ... واؤ... گریٹ۔ مجھے امید نہیں تھی کہ تم ڈاکٹر بھی ہو سکتے ہو۔" حیرت اور جوش سے اس کی آواز بلند ہوگئی وہ مسکرا دیا۔

"کیوں' اس میں اتنی حیرانی کی کیا بات ہے؟" الیکٹرک کیتل میں پانی ڈال کر اس نے سوئچ آن کر دیا تھا۔

"نہیں' میرا مطلب ہے کہ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہاں اس پسماندہ سے علاقے میں..." وہ ابھی کہہ ہی رہی تھی کہ اس نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"مائنڈ اٹ' یہ پسماندہ علاقہ نہیں ہے۔" اس نے سختی سے کہا۔ وہ بے اختیار چپ ہوگئی۔

"سوری' تمہیں برا لگا' میں تو بس۔" اس نے فوراً اپنی عادت کے مطابق غلطی تسلیم کرلی۔ وہ ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"نہیں' مجھے برا نہیں لگا' میں نے جسٹ تمہیں بتایا ہے۔" اس کے چہرے پر وہی مسکراہٹ لوٹ آئی تھی۔ وہ چائے بنا چکا تھا۔

"تمہیں پتا ہے' میں بھی میڈیکل کی اسٹوڈنٹ ہوں۔" اس نے چائے کا مگ پکڑتے ہوئے انکشاف کیا' مگر سامنے والے کے چہرے پر کوئی حیرانی نہیں تھی۔

"میں جانتا ہوں۔" وہ مسکرا کر بولا اور اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔

"کیا؟ تم... تم کیسے جانتے ہو؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔ ایک دم خیال آیا تھا کہ کہیں وہ بھوت تو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں۔ خیال آتے ہی وہ سمٹ سی گئی' رات کے اس پہر اس کی مدد کرنے والا' اس عجیب سی حویلی میں لانے والا اور پھر سب کچھ جاننے والا... یہ تو بھوت ہی ہو سکتا تھا۔ خوف کی لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی۔

"میں وہ نہیں ہوں جو تم سمجھ رہی ہو۔" وہ ہنستے ہوئے بولا' شاید وہ اس کا چہرہ پڑھ رہا تھا۔

"نن... نہیں نہیں میں تو کچھ بھی نہیں سمجھ رہی۔" اس نے خود کو سنبھالا۔

"ہاہاہا۔" وہ کھل کر ہنسا۔

"ان فیکٹ' تمہارے شولڈر پر کنگ ایڈورڈ کا کارڈ چسپا ہے' اسی سے پتا چلا مجھے۔" اس نے ہنستے ہوئے وضاحت کی۔ فاطمہ کے حلق سے بے اختیار طویل سانس نکلی۔

"اور کوئی نہیں ہے کیا تمہارے گھر میں؟" فاطمہ نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے اگلا سوال کیا۔

"ہیں نا' امی ہیں' پھپھو ہیں' کاکا جان' کاکی جان' آغا جان اور میرے کزنز۔" اس نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"اور تمہارے فادر؟" فاطمہ نے چونک کر پوچھا' پوری لسٹ میں اس نے فادر کا نام نہیں لیا تھا۔ شاہ زر کے چہرے پر ایک دم دکھ بھری سنجیدگی ابھر آئی۔

"وہ حیات نہیں ہیں۔" اس نے آہستگی سے کہا۔

"اوہ... آئم سوری۔" وہ بے اختیار بولی۔ کمرے میں کچھ لمحوں کے لیے سکوت چھا گیا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" خاموشی شاہ زر نے توڑی۔ یہ اس کا اب تک کے عرصے میں اس سے پہلا سوال تھا۔

"فاطمہ۔" اس نے بتایا۔

"پورا نام بتاؤ... آدھا نام انسان کی پہچان نہیں ہوتا۔" اس کی مسکراہٹ ایک بار پھر لوٹ آئی تھی۔

"فاطمہ محمد۔" اس نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

"اوہ' نائس نیم۔" وہ پرستائش لہجے میں بولا۔ فاطمہ کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"تم اکیلی اس طرف؟ اکیلی آنے والی جگہ نہیں ہے یہ... خاصے خطرناک علاقے ہیں۔" اس نے بات کا رخ موڑا۔

"میں بس اس عمارت کو دیکھنے کے شوق میں پھنسی ہوں۔" اس نے لمبا سانس لے کر کہا۔

"مگر میں نہیں جانتی تھی کہ یہاں اتنے خطرناک کتے ہیں۔ تم میری چیخیں سن کر جاگے تھے کیا؟" فاطمہ نے پوچھا۔

"ہاں' میں سمجھا گاؤں کا کوئی آدمی پھنس گیا ہے۔" اس نے وضاحت کی۔ فاطمہ چائے ختم کر چکی تھی۔

"کیا تم مجھے چھوڑ آؤ گے واپس۔" مگ رکھ کر اس نے پوچھا۔

"شیور' وائے ناٹ۔" وہ بھی مگ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اسے کھڑا کیا۔

"ٹھہرو' ٹھنڈ بہت ہے باہر۔ میں شال لے کر آتا ہوں تمہارے لیے۔" وہ تیز تیز لہجے میں کہتا باہر چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو ہاتھ میں سرخ سندھی کڑھائی والی شال تھی۔

"اوہ' یہ بہت خوب صورت ہے۔" وہ شال اس کے کندھے پر ڈال رہا تھا جب وہ بے اختیار بولی۔ وہ ہولے سے ہنس پڑا۔

"تم سے زیادہ خوب صورت نہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ فاطمہ نے جھٹکے سے سر اوپر اٹھا کر دیکھا' شاید اسے اس فقرے کی امید نہیں تھی' مگر مقابل کے چہرے پر بلا کا سکون تھا۔ یوں جیسے اسے خبر ہی نہ ہو کہ وہ کیا کہہ گیا ہے۔

"چلیں؟" اس نے فاطمہ کی آنکھوں کے آگے ہاتھ ہلایا۔

"ہوں... ہاں چلو۔" وہ ہونٹ بھینچ کے پیچھے چل دی۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی گرمائش کا احساس ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ کیمپوں کے قریب پہنچ گئے تھے۔

"تھینک یو سو مچ شاہ زر۔" اس نے پہلی بار اس کا نام لیا۔

"اگر تم نہ ہوتے تو۔" وہ کہہ رہی تھی۔

"تو کوئی اور ہوتا یقیناً"۔ اینڈ پلیز آئی ڈونٹ لائک فارمیلٹیز۔ یہ تھینک یو' ویلکم وغیرہ وغیرہ' مجھے پسند

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے اس کی بات کاٹی۔
"یو آر سو سویٹ رئیلی' اسپیشلی یور اسمائل۔"
فاطمہ نے بے اختیار اس کی مسکراہٹ کو سراہا۔ واقعی اس کے منہ پر مسکراہٹ بہت سجتی تھی' شاید اسی لیے وہ اتنا زیادہ مسکراتا تھا۔ فاطمہ کی بات پر اس کی مسکراہٹ اور گہری ہوگئی۔
"اب میں تمہیں تھینک یو نہیں کہوں گا۔" اس نے کہا پھر وہ دونوں ہنس پڑے۔
"کیا ہم پھر مل سکتے ہیں؟" فاطمہ نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔ اسے خود اپنی کیفیت سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ آج تک وہ اتنی شدت سے کسی کی طرف مائل نہیں ہوئی تھی۔ کالج میں کسی کی مجال نہیں تھی کہ اسے کوئی کچھ کہہ دیتا' ایک بار ویلن ٹائن ڈے پر ایک لڑکے نے اسے پھول دینے کی جرات کرلی تھی پھر تو سب کے سامنے اس کی جو عزت افزائی اس نے کی تھی' اس کے بعد سب فاطمہ محمد کا نام سن کر کانوں کو ہاتھ لگاتے' مگر آج...؟؟
"شیور' وائے ناٹ۔ مجھے خوشی ہوگی تم سے دوبارہ مل کر۔" وہ پھر مسکرا رہا تھا۔ یا اللہ اس شخص کی مسکراہٹ... فاطمہ نے اس کا فون نمبر لیا پھر اسے دعوت دی کہ وہ بھی ان کا کیمپ جوائن کرکے انہیں گائیڈ کرے کیونکہ وہ اس علاقے کا رہنے والا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے پیش کش بھی قبول کرلی۔
"اوکے' بائے' گڈ نائٹ۔" وہ کہہ کر گاڑی سے اتر گئی۔
"بائے' شب بخیر۔" شاہ زر نے گاڑی اسٹارٹ کی اور چلا گیا۔ وہ دیر تک وہیں کھڑی اس کی گاڑی کو دھند میں گم ہوتا دیکھتی رہی۔ پھر کچھ خیال آنے پر اس نے کندھے پر پڑی شال تھامی۔ وہ شال واپس نہیں لے کر گیا تھا اور فاطمہ نے اپنی زندگی میں پہلی بار شال اوڑھی تھی' شال اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ کر وہ کیمپ کی طرف بڑھ گئی۔ اس کا نیا نیا تازہ ایڈونچر اتنا برا بھی نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

"فاطمہ بی بی تو سندھ گئی ہیں صاب' کسی ٹرپ وغیرہ کے ساتھ۔" ہاسٹل کا چوکیدار مودبانہ لہجے میں بتا رہا تھا۔
"سندھ؟" ان کے منہ سے بے یقینی سے نکلا۔ وہ اسلام آباد سے لاہور آئے تھے فاطمہ کے لیے۔
"جی' جی صاب... وہ بہت سارے لوگ گئے ہیں۔" چوکیدار بوکھلا گیا۔
"سندھ کے کن علاقوں میں گئے ہیں؟" ان کا لہجہ تشویش سے پر تھا۔
"پتا نہیں صاب۔ ہم وارڈن کو بلاتے ہیں۔ ان سے پوچھ لیں۔" چوکیدار نے کہا اور مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا تو ساتھ میں ایک ادھیڑ عمر عورت تھی۔
"وہ میڈیکل کیمپ لگائے ہیں انہوں نے گھونکی کے علاقے میں... لوگوں میں اویرینس پھیلانے کے لیے۔" وارڈن بتا رہی تھی اور وہ بس "گھونکی" پہ اٹک گئے تھے۔
"گھ... گھ... گھونکی؟" بمشکل ان کے منہ سے نکلا۔
"جی... گھونکی میں اور گھونکی کے گردونواح میں۔" وارڈن نے ایک اور بم ان کے سر پر پھوڑا۔ وہ سر پکڑ کر رہ گئے۔
"کیا ہوا؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟" وارڈن اور چوکیدار اکٹھے بولے۔
"ہوں۔ ہاں..." وہ آہستہ سے بولے اور پھر مڑ گئے۔ یہ بات طے تھی کہ فاطمہ نے ہمیشہ وہ کام کرنا ہوتا ہے جو وہ نہیں چاہتے تھے۔ وہ بے بس ہو کر گاڑی چلا رہے تھے۔ ابھی تو انہوں نے فاطمہ سے بات بھی نہیں کی تھی اور بات کرنے سے پہلے ہی وہ شیروں کی کچھار میں پہنچ چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کتنا ہینڈسم ہے نا شاہ زر۔" ردا' دور فراز کے ساتھ کھڑے شاہ زر کو دیکھ کر بولی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ہینڈسم بھی اور سویٹ بھی۔" یہ عائشہ تھی۔ فاطمہ چپ چاپ سب کے تبصرے سنتی جارہی تھی۔

"اور بہت اچھا گائیڈ بھی تو ہے۔ کتنا گھل مل گیا ہے۔ کل تو پروفیسر سمیع بھی تعریف کررہے تھے۔" یہ نمرہ تھی۔ شاہ زر پہ وہ محاورہ پورا اترتا تھا۔ "آگیا اور چھا گیا۔" پچھلے تین دنوں سے وہ ان کے ساتھ تھا' ان کے ساتھ اس نے چار دیہاتوں میں کیمپ لگایا' ان کی رہنمائی کی' یہاں کے لوگوں کی نفسیات سے آگاہ کیا' ان سے کیسے پیش آنا تھا' کیا کرنا تھا۔ اس سب میں وہ ان کے ساتھ تھا۔ اپنی مخصوص مسکراہٹ' نرم لہجے اور سنہری آنکھوں کے ساتھ وہ ہر کسی کے دل میں اتر گیا تھا۔ ہر بندے کے منہ پر اس کی تعریف تھی' مگر فاطمہ چپ چپ تھی۔ اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا یہ سب۔ جب سے شاہ زر ان کے ساتھ تھا' دو چار عام سی باتوں کے علاوہ ان دونوں میں کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔ وہ ہر کسی کو وقت دے رہا تھا برابر۔

آج وہ گھومنے آگئے تھے۔ ارادہ تھا کہ آرام کریں گے۔ پچھلے تین دنوں سے وہ پچھلے ہر گاؤں میں کیمپ لگا کر آئے تھے۔

"کیا ہوا تمہیں؟" ردا نے اس کا شانہ ہلایا۔

"کچھ نہیں۔" وہ بے زاری سے بولی۔ بڑے دنوں بعد سورج نکلا تھا' سنہری دھوپ جسم کو سکون بخش رہی تھی۔ فراز اور شاہ زر سب لڑکوں سمیت ان کی طرف ہی آرہے تھے۔

"کیا خیال ہے۔ کرکٹ میچ ہوجائے؟" فراز نے آکر کہا۔ وہ سب پرجوش ہو کر کھڑی ہو گئیں البتہ فاطمہ وہیں بیٹھی رہی۔ شاہ زر نے گہری نظر اس کے بے زار چہرے پر ڈالی۔

"کیا ہوا تمہیں؟" وہ پوچھے بنا نہ رہ سکا۔ فاطمہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر منہ پھیر لیا۔

"اے' کیا ہوا؟" وہ وہیں چٹائی پر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ باقی سب بھی متوجہ ہو گئے۔

"پتا نہیں کیا ہوا ہے اسے۔ چپ چپ پھر رہی ہے۔" ردا نے کہا۔ فراز' علی اور باقی سب بھی وہیں بیٹھ گئے۔

"کیا ہوا فاطمہ؟" وہ سب پریشان ہو گئے تھے۔ وہی تو جان تھی ان کے گروپ کی۔

"کچھ نہیں۔ ویسے ہی بس۔" اس نے جھکے سر کے ساتھ ہی کہا۔ شاہ زر بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں کچھ تو ہوا ہے۔ بتاؤ نا پلیز۔" علی اصرار کررہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا یار۔" وہ کھڑی ہو گئی۔ ایک منٹ میں اس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔ ایک بندے کے پیچھے وہ اپنے اتنے پیارے دوستوں کا دل نہیں دکھا سکتی تھی۔

"چلو کرکٹ کھیلتے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ ان سب نے "یاہو" کا نعرہ لگایا۔ وہ' عائشہ' علی' کمال' احمد' رابعہ' فزا' یہ ایک ٹیم تھے۔ شاہ زر' فراز' شہروز' ردا' نادیہ' لاریب' اسامہ' عدنان دوسری ٹیم۔ باقی سب ناظرین کا کردار ادا کررہے تھے۔ شاہ زر کی ٹیم بیٹنگ کے لیے آئی تھی۔ فراز اور شاہ زر دونوں اوپنر آئے تھے اور خوب اسکور کررہے تھے۔ دونوں کی جوڑی جم کر پچ پہ کھڑی تھی۔ آؤٹ ہی نہیں ہو رہا تھا کوئی۔ علی کی گیند پر شاہ زر نے شاٹ لگایا اور رن لینے کے لیے بھاگا' دوسری طرف سے فاطمہ گیند پکڑنے کے لیے آگے کو بھاگی اور پچ کے عین درمیان میں وہ شاہ زر سے ٹکرا کر بری طرح نیچے گری۔ شاہ زر وہیں رک کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"اوہ سوری' آئم رئیلی سوری۔ تم ٹھیک ہو؟" وہ معذرت کررہا تھا' ادھر سے علی نے گیند وکٹ پر پھینک کر اسے رن آؤٹ کردیا تھا۔ گراؤنڈ میں "ہوہو" کا شور مچ گیا تھا۔

"تم آؤٹ ہو گئے ہو' میں ٹھیک ہوں۔ تمہیں اپنا رن بنانا چاہیے تھا۔" فاطمہ نے اسے یاد دلایا۔

"اٹس اوکے۔ وکٹ تم سے زیادہ اہم نہیں۔ اگر تمہیں کچھ ہوجاتا تو مجھے بہت دکھ ہوتا۔" وہ طویل سانس لے کر بولا۔ فاطمہ ساکت کھڑی رہ گئی۔ وہ واپس جارہا تھا' اس کی جگہ نادیہ آرہی تھی کھیلنے۔ وہ وہیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کھڑی تھی۔

"فاطمہ پوزیشن سنبھالو۔" علی کی آواز پر وہ ہوش میں آئی۔ دس دس اوور کا میچ تھا۔ بیٹنگ کے بعد وہ فوراً" دوبارہ اسٹارٹ کرنا چاہتے تھے مگر شاہ زر پندرہ منٹ کا وقفہ لے رہا تھا۔

"کیا یار؟ پندرہ منٹ میں کیا کرنا ہے تم نے؟" فراز چڑا۔

"مجھے نماز پڑھنی ہے۔" اس نے بتا ہی دیا۔ ایک لمحے کے لیے وہ سب چپ ہو گئے۔

"اوہ۔ اچھا' ٹھیک ہے۔" فراز نے کہا۔ وہ مڑ گیا تھا۔ فاطمہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ نماز بڑا اجنبی سا لفظ لگا تھا اسے۔ اسے نہیں یاد تھا کہ اس نے کبھی خود نماز پڑھی ہو۔ وہ سب ٹولیاں بنا کر وہیں بیٹھ گئے تھے مگر فاطمہ اس طرف آ گئی جہاں وہ چٹائی پر نماز پڑھ رہا تھا۔ وہ سجدے میں تھا۔ اتنا اونچا لمبا شخص کیسے جھکا پڑا تھا۔ وہ چپ چاپ دیکھنے لگی۔ "تمہیں کچھ ہو جاتا تو مجھے بہت دکھ ہوتا۔" کچھ دیر پہلے کہا گیا اس کا فقرہ اسے یاد آیا۔ وہ پورے انہماک سے نماز پڑھ رہا تھا' وہ ہر کام اتنے ہی انہماک سے کرتا تھا' پوری توجہ کے ساتھ۔ جس چیز پر توجہ دے دیتا' اسے سنوار دیتا' اردگرد سب بھول جاتا تھا۔

"تم سے زیادہ خوب صورت نہیں۔" تین رات پہلے اس نے شال اوڑھا کر کہا تھا۔ اوہ' شال! اسے یاد آیا' شال تو اب بھی اس کے پاس تھی' اس نے واپس ہی نہیں کی تھی۔

وہ سلام پھیر رہا تھا' سلام پھیرنے کے بعد مڑا' ایک لمحے کے لیے اسے وہاں بیٹھا دیکھ کر وہ حیران ہوا' پھر مسکرا دیا۔

"یہاں کیوں بیٹھی ہو؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں وہ۔ میں' بس ویسے ہی۔ انفیکٹ مجھے وہ شال واپس دینی تھی تمہیں۔" اس نے بات بنائی۔

"اوہ پلیز۔ وہ تمہاری شال ہے اب۔" اس نے منع کیا واپس کرنے سے۔

"نہیں نہیں۔ میں تو اوڑھتی ہی نہیں یہ شالز وغیرہ۔" وہ فوراً" بولی۔

"اب اوڑھ لینا۔" وہ مضبوط لہجے میں کہتا کھڑا ہو گیا۔ اس کے پاس جواب میں کہنے کے لیے کچھ نہ بچا تھا۔ وہ اتنی قطعیت سے کہتا تھا کہ سامنے والے کے پاس انکار کا جواز ہی نہ رہتا تھا۔

"چلو چلیں۔" وہ کھڑا ہو گیا' وہ بھی کھڑی ہو گئی۔

"بہت خوب صورت ہے گھونگی۔" فاطمہ نے کہا۔ وہ ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

"ہاں مگر تم سے کم۔" اس نے مسکراتے ہوئے اسی رات کی بات دہرائی۔ وہ چلتے چلتے پھر ساکت ہو گئی اور بے یقینی سے اسے دیکھا مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ سیدھا چل رہا تھا' وہی بے نیازی تھی چہرے پر' جیسے کچھ کہا ہی نہ ہو۔

"چلو' رک کیوں گئیں؟" وہ مڑا۔ فاطمہ نے بغور اسے دیکھا' سنہری آنکھیں دھوپ میں چمک رہی تھیں' بے حد لمبی پلکوں کا جال۔ وہ جادوگر تھا واقعی۔ کوئی جذبہ تھا ان آنکھوں میں مگر چہرہ بے نیاز تھا۔ آنکھیں کہہ رہی تھیں' میں جانتا ہوں تمہارے دل پر کیا گزر رہی ہے اور چہرہ کہہ رہا تھا کہ مجھے تو یہ بھی نہیں پتا تم یہاں رک کیوں گئیں۔

"ہیلو۔" اس نے ہاتھ ہلایا۔ وہ ہوش میں آئی۔

"ہاں' ہاں چلو۔" وہ بوکھلا کر بولی اور چلنے لگی۔

"اگر میں تمہیں اپنے گھر لے کر جاؤں دوبارہ' تم چلو گی؟" اس نے ایک دم کہا۔ وہ حیران ہو کر اسے دیکھ رہی تھی اور وہ ان کانچ کی آنکھوں سے نظر چرا رہا تھا۔

"دیکھوں گی۔ وقت ملا تو۔" اس نے بات وقت پر چھوڑ دی۔ وہ مسکرا دیا۔ اب وہ فراز لوگوں کے قریب پہنچ چکے تھے۔ میچ شروع ہو گیا دوبارہ مگر بنا کسی نتیجے کے ختم ہو گیا۔ میچ کے بعد پروفیسرز نے دو ٹیمیں بنا دی۔ ایک کا کام وہاں میڈیکل کیمپ لگانا اور دوسری کا لوگوں کے گھر گھر جا کر انہیں نہ صرف کیمپ تک لے کر آنا بلکہ ان کو مختلف بیماریوں کے متعلق آگہی بھی دینا۔ لوگوں کے گھر جانے کا کام تھرڈ ایئر کو سونپا گیا اور شاہ زر کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ان کا گائیڈ بنایا گیا۔

"ویسے میں نے سوچا نہیں تھا کہ اتنا مزہ آئے گا کیمپنگ میں۔" ردا چلتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کررہی تھی۔

"تم سوچتی بھی ہو۔ واہ۔ امیزنگ۔ الٹس نیو انفارمیشن۔" فراز نے فوراً" لفظی حملہ کیا۔ وہ سب ہنس پڑے۔

"شٹ اپ۔ ہونہہ۔ تم تو جلتے ہو میری آئی۔ کیو پاور سے۔" ردا نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاہاہا۔ آئی کیو پاور۔ ہاہاہاہا۔ لگتی تو نہیں آئن سٹائن۔" فراز چڑا رہا تھا اور وہ چڑ رہی تھی۔

"اسٹاپ اٹ فراز۔ کم از کم تم سے تو زیادہ ہی مارکس ہوتے ہیں ردا کے اور اناٹومی کے پریکٹیکل میں ردا ہی تھی جس نے تمہیں نقل کروائی۔" فاطمہ نے ردا کا ساتھ دیا تو وہ کھل اٹھی۔

"دیکھا' فاطمہ کو پتا ہے۔" اس نے فوراً" فراز کو جتایا۔ یوں ہی باتوں باتوں میں وہ گاؤں پہنچ گئے۔ دو' دو کی ٹیم بنا کر وہ الگ الگ گھروں میں جانے لگے۔

"تم میرے ساتھ آجاؤ شاہ زر۔" فراز نے کہا۔

"نہیں' میں فاطمہ کے ساتھ ہوں۔" اس نے مسکرا کر معذرت کی۔ اور حیران کھڑی فاطمہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گیا' پیچھے وہ سب منہ کھولے کھڑے تھے۔

"کیا تم لوگوں نے وہی دیکھا جو میں نے دیکھا۔" علی نے پوری آنکھیں کھول کر خوابناک لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہم سب نے دیکھا' اس نے فاطمہ کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ نے اسے تھپڑ نہیں مارا۔" عائشہ بے یقینی سے کہہ رہی تھی البتہ فراز مسکرا رہا تھا۔

"لیوات' چلو کام شروع کرو۔" فراز کے کہنے پر وہ بھی دو کی ٹیم بنانے لگے۔

"سلام شاہ زر صاب۔" بوڑھی سی آواز پر وہ دونوں چونک کر مڑے۔

"وعلیکم السلام قدیر خان۔ کیسے ہو بابا؟" شاہ زر گرم جوشی سے اس میلے کچیلے بڈھے کے گلے لگ گیا۔

فاطمہ کو کراہیت سی ہوئی۔ یہ پتا نہیں کون تھا اور گھونگی میں بھی شاہ زر کو جانتا تھا۔ حالانکہ شاہ زر کا گاؤں تو گھونگی سے کافی فاصلے پر تھا۔ کچھ دیر بعد وہ مل ملا کر فارغ ہوا اور پلٹا۔

"سوری۔" اس نے معذرت کی۔

"اٹس او کے' یہ کون تھا؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"یہاں میرا ننھیال ہے گھونگی میں۔ میرے ننھیال میں ملازم تھا یہ۔" اس نے وضاحت کی تو وہ سرہلائی ایک گھر میں داخل ہوگئی۔ سب لوگ شاہ زر کو جانتے تھے وہاں۔ وہ جس گھر میں بھی گئی' سب بہت عزت' محبت اور پیار سے ملے۔ سامنے پھر شاہ زر کے گھر جیسی ہی شاندار عمارت تھی۔

"یہ تمہارے نانا کا گھر ہے۔ رائٹ؟" اس نے فوراً" اندازہ لگایا۔ وہ ہنس پڑا۔

"ہاں۔ آؤ۔" اس نے کہا اور اندر لے آیا۔ شاندار اور جدید طریقے سے سجی حویلی' خوب صورت فرنیچر' جگہ جگہ لگے پردے۔ اسے تو کوئی محل لگ رہا تھا۔ جھک کر سلام کرتے ملازم اور ملازمائیں' شاہ زر اسے سیدھا اندر لے آیا تھا۔

"بابا جان کدھر ہیں خان؟" وہ ملازم سے پوچھ رہا تھا۔

"گھر پر ہی ہیں مگر تیمور صاحب گھر پر نہیں ہیں۔" ملازم نے بتایا۔ وہ سرہلاتا آگے بڑھ گیا۔

"ارے شاہ زر آیا ہے۔" راہداری میں خوش شکل سی لڑکی ملی انہیں۔

"السلام علیکم' کیسی ہیں بھابھی۔" وہ اس لڑکی کے سر پر پیار دے رہا تھا اور بھابھی بھی کہہ رہا تھا۔

"وعلیکم السلام۔" بھابھی نے خوشدلی سے کہا پھر حیرانی سے' پینٹ شرٹ میں ملبوس بنا کسی دوپٹے کے' اس لڑکی کو دیکھا۔

"یہ فاطمہ ہے بھابھی۔ لاہور سے آئی ہے اپنے کالج والوں کے ساتھ۔ یہاں دوا وغیرہ کا کیمپ لگایا ہے۔ آپ کو انوائٹ کرنے آئی ہے کہ آپ بھی کیمپ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں آکر فری چیک اپ کرائیں' تیمور کے پیسے بچائیں۔" وہ ہنستے ہوئے تعارف کروا رہا تھا۔

"اوہ اچھا۔ خوش آمدید۔" نماز کے اسٹائل میں لپٹے دوپٹے والی وہ لڑکی فاطمہ کو خوش آمدید کہہ رہی تھی۔ فاطمہ آہستہ سے مسکرادی۔

"اور فاطمہ! یہ میری بھابھی ہیں۔ میرے کزن کی وائف۔" اس نے فاطمہ کو بتایا۔

"نائس ٹو میٹ یو۔" اس نے مسکرا کر ہاتھ ملایا۔

"چلیں۔" اس نے شاہ زر کو واپسی کا کہا۔ اسے وحشت ہو رہی تھی اس جگہ پر۔

"ارے نہیں نہیں' کھانا کھائے بغیر کیسے جاسکتے ہو۔" بھابھی نے ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"نہیں بھابھی' پھر آئیں گے۔ سب کو دعوت دی تو سوچا آپ کو بھی دیتے جائیں۔" شاہ زر اس کا چہرہ پڑھ چکا تھا جب ہی بھابھی سے معذرت کی اور خدا حافظ کہہ کر پلٹ آیا۔ ابھی وہ راہداری سے نکل ہی رہے تھے کہ سامنے ایک بزرگ آگئے۔ سفید سوٹ' پشاوری چپل' ہاتھ میں چھڑی اور بارعب چہرہ۔ شاہ زر ان کو دیکھ کر رک گیا' وہ بھی مجبوراً رک گئی۔

"السلام علیکم بابا جان۔" شاہ زر ان کے گلے لگ گیا تھا مگر ان کی آنکھیں فاطمہ پر تھیں ساکت' بے تاثر وہ بے اختیار گھبرا سی گئی۔

"وعلیکم السلام' تم آج کیسے راستہ بھول گئے۔" انہوں نے مسکرا کر نواسے کا شانہ تھپکا مگر آنکھیں اب بھی فاطمہ پر تھیں۔ شاہ زر نے وہی تعارف کرایا اس کا جو بھابھی سے کرایا تھا۔ بابا جان نے آگے بڑھ کر اپنا نحیف ہاتھ اس کے سر پر رکھا' ان کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ فاطمہ بھی ساکت تھی' پہلی بار کسی نے اس کے سر پر یوں مان سے ہاتھ رکھا تھا۔ اس نے گھبرا کر سر اٹھایا' آنکھیں بابا جان کی آنکھوں سے ملیں۔ اسے لگا بابا جان کی آنکھیں نم تھیں۔

"جیتی رہو' خوش رہو۔" انہوں نے سر تھپک کر ہاتھ ہٹالیا۔ وہ کچھ نہ بول سکی۔ عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی اس کی۔ شاہ زر نے بابا جان سے اجازت مانگی۔ مگر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"جانتا ہوں کہ تمہیں بہت جلدی ہے جانے کی۔" انہوں نے شاہ زر سے کہا پھر فاطمہ کو دیکھا۔

"مگر یہ بیٹی پہلی بار آئی ہے' ایسے خالی ہاتھ تو نہیں جانے دیں گے۔ ناں۔" انہوں نے کہا اور ساتھ ہی ملازم کو آواز دی۔

فاطمہ نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے مگر بابا جان نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔ کچھ دیر بعد ملازم ہاتھ میں چنگیر پکڑے آیا۔ بڑی سی تھال جیسی چنگیر میں چادر تھی۔ انہوں نے شیشوں والی میرون چادر اس کے حوالے کی۔ وہ انکار کرنا چاہتی تھی' صاف صاف منع کرنا چاہتی تھی مگر نہ کرسکی۔ اس نے کبھی دوپٹہ تک نہ سر پر لیا تھا۔ چادر تو کہاں لیتی تھی مگر پھر بھی اس نے پکڑلی۔

"شکریہ۔" مدھم لہجے میں کہہ کر اس نے چادر تھام لی۔ بابا جان نے دوبارہ ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور پھر آگے چلے گئے جبکہ وہ عجیب کیفیات میں گھری شاہ زر کے ساتھ باہر آگئی۔

☆ ☆ ☆

"ہائے کتنی پیاری چادر ہے۔" وہ سب کی سب چادر پر پل پڑیں۔

"کاش میں چلی جاتی شاہ زر کے ساتھ۔" ردا کو نیا صدمہ لاحق ہوا۔

"اے میڈم' وہ خود فاطمہ کو لے کر گیا تھا' تم کہاں سے چلی جاتیں۔" نادیہ نے اسے خوابوں سے باہر نکالا۔ رات کے وقت وہ کیمپ میں تھیں اور چادر پر بکھرے ہوئے تھے۔ البتہ جسے چادر ملی تھی وہ بستر پر گری پڑی تھی۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ فاطمہ کچھ عجیب ہوگئی ہے۔" عائشہ دور کی کوڑی لائی۔ اس خیمے میں صرف لڑکیاں تھیں اور سمجھ رہی تھیں کہ فاطمہ سوگئی ہے۔

"خیر وہ تو شروع سے ہی عجیب و غریب ہے۔" سارہ کو عائشہ کی بات سے ہمیشہ ہی اختلاف ہوتا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"مگر تم کچھ بھی کہو' کوئی نہ کوئی بات ہے ضرور۔ تم نے نوٹ کیا' شاہ زر' فاطمہ کا بہت خیال رکھتا ہے۔" عائشہ اب بھی اس بات پر قائم تھی۔

"ہاں' یہ تو میں نے بھی۔" بات ردا کے منہ میں ہی رہ گئی تھی۔ فاطمہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ وہ سب ڈر گئیں مگر جب فاطمہ نے کانوں میں لگے ہیڈ فون اتارے تو بے اختیار ان سب نے سکون کا سانس لیا۔

"ہیلو' کیا باتیں ہو رہی ہیں۔" وہ بولی۔

"کچھ نہیں' ہم یہ چادر دیکھ رہے تھے' بہت خوب صورت ہے۔" ردا نے فوراً" بات بدلی۔

"ہاں' وہ تو ہے۔" اس نے سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم کہاں جا رہی ہو اس وقت؟" عائشہ نے پوچھا۔

"میں۔ مجھے کچھ کام ہے۔ آتی ہوں۔" ہمیشہ کی طرح وہ بات چھپا گئی البتہ کانچ جیسی آنکھوں میں پھیلی سرخی بتا رہی تھی کہ وہ پریشان تھی۔ باہر آئی تو نظر آگ کے گرد بیٹھے فراز لوگوں پر پڑی۔ اسے دیکھتے ہی انہوں نے ہاتھ ہلایا' اس نے بھی جواباً" ہاتھ ہلا دیا اور ساتھ ہی دیکھ بھی لیا کہ شاہ زر وہاں نہیں تھا۔ وہ قریب آگئی۔

"شاہ زر کہاں ہے؟" اس نے فراز سے پوچھا۔ وہاں موجود سب کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی جسے سب نے فوراً" ہی چھپا لیا۔

"وہ نماز پڑھ رہا ہے پیچھے۔" فراز نے اشارہ کر کے بتایا وہ سرہلاتی خیموں کے پیچھے آگئی جہاں وہ اکیلا رکوع میں تھا۔ وہ ساکت کھڑی دیکھتی رہی۔ پورے چاند کی روشنی میں اس کے پرکشش چہرے پر بلا کا سکون تھا۔ وہ پوری توجہ سے نماز میں مگن تھا۔ کیوں ہے یہ اتنا پرسکون' اتنا ٹھنڈا۔ اسے الجھن ہونے لگی۔ آخر ایسا سکون مجھے کیوں نہیں ملتا۔ مگر اس کے پاس اس کی فیملی ہے' اتنے پیارے لوگ ہیں اور میرے پاس؟ وہ سوچے جا رہی تھی۔ فیملی؟ یہ وہ چیز تھی جس کے لیے وہ اپنی اکیس سالہ زندگی میں پل پل ترسی تھی۔ پاپا؟ جو ہو کے بھی اس کے نہ تھے اور نانا' دادا پتا نہیں کہاں تھے وہ سب لوگ۔ اسے تو کچھ خبر ہی نہیں تھی کہ اس کا خاندان ہے ـــــ اپنی اس محرومی کو وہ ہمیشہ اپنے اندر دفن رکھتی' کبھی بھی اس نے اپنے دوستوں سے اپنی محرومیاں نہیں بانٹی تھیں مگر آج۔ شاہ زر کے نانا بھابھی ان کو دیکھ کر وہ اس وقت سے اُداس تھی۔

"ہیلو پرنسز۔" شاہ زر نے آکے اس کا شانہ ہلایا تو وہ ہوش میں آئی۔ سامنے کھڑا وہ پوری دلکشی سے مسکرا رہا تھا' پتا نہیں کب نماز ختم کر کے وہ اس کے پاس آگیا تھا' اسے اپنی سوچوں میں کچھ پتا نہیں چلا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"کچھ نہیں۔" وہ آہستہ سے کہہ کر وہیں بیٹھ گئی۔ وہ بھی بیٹھ گیا۔

"شاہ زر؟" اس نے پکارا۔

"ہاں' بولو۔" وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"تم۔ تم۔ اتنے پرسکون کیوں ہو؟" لہجے کے ساتھ سوال بھی عجیب تھا۔ اور وہ دیکھ بھی عجیب طریقے سے رہی تھی' ٹکٹکی باندھ کر مسلسل۔

"پرسکون؟" اسے سوال سمجھ میں نہیں آیا تھا شاید۔

"ہاں پرسکون۔ مطلب' مطلب تم جانتے ہو۔" وہ بھی سوال سمجھانے کے موڈ میں نہیں تھی۔ شاہ زر نے ایک طویل سانس لی۔

"میں نماز پڑھتا ہوں۔" اس نے مختصر جواب دیا۔ وہ چپ رہی۔ پھر آہستہ سے بولی۔

"میں نے کبھی نماز نہیں پڑھی' مجھے اتنا بھی علم نہیں کہ نماز میں کیا پڑھتے ہیں؟" وہ سچ بتا رہی تھی۔ اسے واقعی علم نہیں تھا۔ "کیا تم صرف اس لیے اتنا خوش رہتے ہو کہ تم نماز پڑھتے ہو۔" وہ دوسرا سوال کر رہی تھی۔

"میں اس لیے خوش رہتا ہوں کیونکہ جو اللہ مجھے دے' میں اس پر راضی ہو جاتا ہوں۔ میں اللہ سے شکوہ نہیں کرتا۔" وہ اب مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔ فاطمہ نے پہلی بار محسوس کیا کہ اس کی طرح اس کی آواز بھی بہت خوب صورت تھی۔

"میں' میں بھی پرسکون رہنا چاہتی ہوں مگر مجھے سکون ملتا نہیں۔" اس کی آواز بھرا گئی تھی۔ شاہ زر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے مڑ کر دیکھا' وہ اپنی آنکھوں میں نمی چھپا رہی تھی۔
"میں بہت بری ہوں شاہ زر' میں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی۔ مجھ سے کوئی پیار نہیں کرتا' سب نفرت کرتے ہیں۔ میرے پاپا بھی۔" وہ اب رو رہی تھی' آنسو گالوں پر بہہ رہے تھے۔ زندگی میں پہلی بار وہ اپنے ذاتی احساسات کسی کو بتا رہی تھی۔ شاہ زر کا دل ڈوب رہا تھا۔
"نہیں' تم سے کوئی بھی' کوئی بھی نفرت نہیں کر سکتا۔" وہ پورے یقین سے تسلی دے رہا تھا۔
"اور نہ ہی تم بری ہو۔" وہ بتا رہا تھا۔ اس کے رونے میں تیزی آگئی تھی' کب کی چھپی محرومیاں اور اداسیاں پانی بن کر نکل رہی تھی۔
"میرے پاپا۔ میرے پاپا۔" اس کے منہ سے سسکیاں نکل رہی تھیں۔
"میرے پاپا نفرت کرتے ہیں مجھ سے' منحوس سمجھتے ہیں مجھے۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔
"ایسا کچھ نہیں ہے۔ پیرنٹس کبھی بھی اپنے بچوں سے نفرت نہیں کرتے۔" اس نے ہونٹ بھینچ کر ہاتھ اس کے سر پر رکھا۔
"رونے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا' چپ ہو جاؤ۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔" وہ سادگی سے کہہ رہا تھا' ساتھ ہی ساتھ اس کا سر تھپک رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر ساکت ہوئی تھی۔
"اٹھو' چلو جا کے سو جاؤ۔ ایویں ڈیریس نہیں ہو جاتے۔ پاگل لڑکی! تمہیں نہیں پتا تم کتنی سویٹ ہو' تم سے کبھی کوئی نفرت نہیں کر سکتا۔" وہ کہہ رہا تھا' فاطمہ کے آنسو خود بخود رکنے لگے۔ وہ واقعی جادو گر تھا۔
"باقی رہی بات پاپا کی۔ تو وہ اتنی پیاری بیٹی سے نفرت نہیں کر سکتے' کوئی اور وجہ ہوگی' تم انہیں محبت دو' دیکھنا تمہیں بھی محبت ملے گی۔" اب وہ اسے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کر رہا تھا۔ وہ کسی معمول کی طرح کھڑی ہو گئی۔ وہ ویسے ہی پکڑ کر خیمے تک لے آیا تھا۔ "جاؤ' سو جاؤ اور ہاں اگر کبھی نماز نہیں پڑھی تو اب شروع کر دو۔ تمہیں سکون ملے گا۔ یہ میرا نہیں اللہ کا وعدہ ہے۔" اس نے پھر اس کا سر تھپکا اور مسکرایا۔
"اب رونا نہیں سویٹ پرنسز اور نہ ہی الٹا سیدھا سوچنا ہے۔ جاؤ' سو جاؤ شاباش۔" اس کے ذہن کے سارے جالے وہ اپنی نرمی سے اتار چکا تھا۔
"اسمائل۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ وہ بے اختیار مسکرا دی۔
"گڈ گرل۔ چلو ریسٹ کرو۔" وہ ہنسا تھا پھر خدا حافظ کہہ کر مڑ گیا۔ وہ چپ کھڑی دیکھتی رہی۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ کبھی اسے بھی کوئی اتنا اچھا لگے گا مگر شاہ زر نے اس کی سوچ بدل ڈالی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے لیٹ گئی۔ زندگی میں پہلی بار کوئی اتنی پرواہ کر رہا تھا۔ وہ خوش تھی' بے حد خوش۔

☆ ☆ ☆

"کیا بات ہوئی تمہاری فاطمہ سے؟" فون پر بابا جان پوچھ رہے تھے۔ اور وہ چپ تھے۔
"محمد علی' ہم تم سے پوچھ رہے ہیں۔ کیا تم نے فاطمہ سے بات کی ہے یا نہیں؟" ان کا لہجہ معنی خیز تھا۔
"بابا جان وہ۔ وہ۔" ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے کہیں۔
"وہ گھونگی پہنچ گئی ہے۔ یہی کہنا چاہتے ہو تم۔" ان کا لہجہ اب چیلنج کرنے والا تھا۔ وہ ساکت رہ گئے۔
"بابا جان وہ۔" ان کا لہجہ بھرا گیا تھا۔ کیسے بے بس ہوئے بیٹھے تھے وہ۔
"وہ آج خود چل کر ہماری حویلی آئی تھی محمد علی اور آئی بھی پتا ہے کس کے ساتھ تھی؟ سکندر کے بیٹے کے ساتھ۔" انہوں نے گویا بم پھوڑا اور محمد علی کو لگا تھا جیسے کسی نے ان کے حواس سلب کر لیے ہوں۔ موبائل ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ دوسری طرف بابا جان ہیلو' ہیلو کر رہے تھے مگر وہ صوفے پر گر گئے تھے۔ آنکھوں کے سامنے ماضی کی فلم چلنے لگی تھی۔
پچیس سال پہلے وہ بزنس کی تعلیم حاصل کرنے لاہور گئے تھے۔ بابا جان کی تین اولادیں تھیں' عمر علی'

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

زاہدہ علی اور محمد علی۔ محمد علی نہ صرف چھوٹے تھے بلکہ لاڈلے بھی بہت تھے۔ خاندان میں ان کے جیسا خوب صورت اور پڑھا لکھا بھی کوئی نہیں تھا۔ اسی چیز نے انہیں مغرور کے ساتھ ساتھ خود سر بھی بنا ڈالا تھا۔ ان کے خاندان میں بچپن میں ہی رشتے طے کردیے جاتے تھے۔ بابا جان نے اپنے بھائی کی بیٹی سلمیٰ اور سکندر سے محمد علی اور زاہدہ کا رشتہ طے کر رکھا تھا۔ وہ ابھی تعلیم حاصل کررہے تھے جب ان کی بہن زاہدہ رخصت ہو کر سکندر کے گھر چلی گئیں۔ تعلیم کے دوران ہی انہیں ردابہ پسند آگئی' پڑھی لکھی' خوب صورت' خوش اطوار' انہیں ایسا ہی شریک سفر چاہیے تھا۔ قابل' جوان کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکے اور وہ خصوصیات ردابہ میں تھیں' سلمیٰ تو چٹی ان پڑھ تھی۔

انہوں نے دبے لفظوں میں بابا جان سے اپنی پسند کا اظہار کیا مگر بابا جان نے صاف انکار کردیا۔ وہ اصولوں کے پکے تھے' اپنی ضد پر ڈٹے رہنے والے۔ وہ بھی ان کا ہی بیٹا تھا۔ انہوں نے لاہور آکر ردابہ سے کورٹ میرج کرلی اور حویلی والوں کو ہوا بھی نہ لگنے دی۔ تین سال گزر گئے' ان کی ایک بیٹی بھی پیدا ہو گئی لائبہ۔ پھر ان ہی دنوں حویلی میں ان کی اور سلمیٰ کی شادی کا شور مچا۔ بابا جان نے انہیں حویلی بلایا' وہ ساتھ میں ردابہ اور لائبہ کو بھی لے گئے۔ ایک بیوی اور بچی کے ساتھ جب وہ حویلی میں داخل ہوئے تو حویلی والوں پر قیامت ٹوٹی تھی۔ دونوں خاندانوں میں دشمنی کی فضا پیدا ہو گئی۔ ان کی بہن زاہدہ اور اس کے بیٹے شاہ زر کا داخلہ سکندر کے گھر والوں نے حویلی میں بند کردیا۔

زاہدہ کا میکے سے بالکل رشتہ ٹوٹ گیا اور سلمیٰ کو تا عمر اب کنواری ان کے نام پر بیٹھنا تھا۔ چند دن خوب بحث ہوئی' بابا جان نے انہیں عاق کردیا اور پوتی اور بہو کو قبول نہیں کیا۔ ادھر سلمیٰ کے معاملے پر سکندر ان کے پاس بات کرنے آئے کہ وہ سلمیٰ سے عقد ثانی کرلیں' اس بات پر وہ بھڑک اٹھے۔ لڑائی اتنی بڑھی کہ ان کے ہاتھوں پستول چل گئی اور گولی سیدھی سکندر کے دل پر جا کے لگی۔ جب انہیں ہوش آیا تب تک بہت دیر ہو چکی تھی' سکندر اللہ کو پیارا ہو گیا تھا۔ اس کے بعد دشمنی انتہا کو پہنچ گئی۔ سکندر کے بھائی ان کی جان لینے کے درپے تھے' جرگہ بٹھایا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ خون کا بدلہ خون ایسے میں بابا جان نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے خون بہا میں ان کی بیٹی کو سکندر کے بیٹے سے منسوب کردیا۔ وہ کچھ نہ کرسکے' اگر بیٹی نہ دیتے تو اپنی جان جاتی۔ انہوں نے چپ چاپ سر جھکا دیا اور طے پایا کہ وہ شاہ زر کے تعلیم مکمل ہونے کے بعد وہ ان کی بیٹی سے نکاح کرے گا۔ وہ ہار کر حویلی سے نکلے' پھر اپنی بیٹی کو دیکھ کر روتے۔ پھر فاطمہ پیدا ہوئی' جس دن وہ پیدا ہوئی' ردابہ اللہ کے پاس چلی گئی۔ وہ بالکل اکیلے ہو گئے' انہیں فاطمہ کے وجود سے چڑ ہونے لگی۔ وہ لائبہ کو پیار کرتے بس جبکہ فاطمہ آیا کے سہارے پلی بڑھی۔ پھر وقت گزرتا گیا' فاطمہ پڑھائی میں بہت اچھی تھی۔ جب وہ میرٹ پر کنگ ایڈورڈ گئی تب انہیں احساس ہوا کہ وہ اپنی دوسری بیٹی کے ساتھ بہت ناانصافی کر گئے ہیں مگر تب تک فاطمہ ان سے بدظن ہو چکی تھی۔ وہ کنگ ایڈورڈ گئی تو پھر نہ لوٹی اور وہ الفاظ ہی ڈھونڈتے رہ گئے اسے منانے کے لیے۔

انہیں ہمیشہ ہی دیر ہو جاتی تھی۔ پھر بابا جان کا فون آگیا ایک دن کہ تیئس سال پہلے کیا گیا وعدہ پورا کرنے کا وقت آگیا ہے۔ انہوں نے لائبہ کے بہت لاڈ اٹھائے تھے' پھر بابا جان نے بھی بتایا تھا کہ شاہ زر بہت اچھا لڑکا ہے' انہیں امید تھی کہ لائبہ مان جائے گی۔ مگر وہ ان پر گئی تھی۔ مکافات عمل ہوا تھا۔ جیسے وہ اپنے باپ کو جواب دے آئے تھے' ایسے ہی انہوں نے جواب پالیا تھا۔ بابا جان نے کہا کہ فاطمہ کو مناؤ۔ اور فاطمہ ماننے سے پہلے ہی شاہ زر کے پاس تھی۔ کیسے ملی وہ شاہ زر کو کب کہاں۔ وہ سوچ رہے تھے' ماضی کی یادوں سے ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی۔ وہ رو رہے تھے بے تحاشا۔ اپنی زندگی میں انہوں نے بہت کچھ کھو دیا تھا۔ بے بسی سے انہوں نے آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں۔ ردابہ بہت یاد آرہی تھی اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سینے کے بائیں جانب درد بڑھتا جارہا تھا۔
"میں اتنا بھی برا نہیں تھا یا اللہ پھر میرے ساتھ۔" ان کی ہچکی نکل گئی ساتھ ہی ہاتھ سینے پر آگیا۔ مارے تکلیف کے رنگ سرخ ہوگیا تھا' انہوں نے مدد کے لیے کسی کو بلانا چاہا مگر ان کی آواز نہ نکل سکی۔ وہ وہیں گر پڑے تھے' خود سے مکمل بے خبر۔

☆ ☆ ☆

کیمپ میں داخل ہوتے ہی اسے جھٹکا لگا تھا۔ وائٹ اوور کوٹ' کھلے بال' چشمہ لگائے' گلے میں اسٹیتھسکوپ لٹکائے وہ فاطمہ ہی تھی۔ جو کسی بوڑھی عورت کا بلڈ پریشر چیک کررہی تھی۔ دھوپ کناروں سے ہو کر اس کے رخساروں پر پڑ رہی تھی اور وہ سرخ ہوئے پڑے تھے۔ وہ بے اختیار مسکرا دیا' اس نے پہلی بار اسے ڈاکٹروں کے حلیے میں دیکھا تھا ورنہ تو وہ پینٹ شرٹ میں ہی ہوتی تھی۔ بال بھی آج پہلی مرتبہ کھلے تھے اور گلاسز بھی پہلی بار لگے دیکھے تھے۔
"ہیلو ڈاکٹر' مجھے بھی چیک اپ کرانا ہے۔ میری باری کب آئے گی۔" وہ شرارت سے بولا تو وہ چونک کر مڑی۔ پورے کیمپ میں ہر کوئی مصروف تھا۔ اس نے دیکھا' سنہری آنکھوں میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔
"سوری' آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔ میں بزی ہوں بہت۔" اس نے بھی مسکراہٹ دبا کر بے نیازی دکھائی اور دوبارہ عورت پر جھک گئی۔ وہ ہنس رہا تھا۔
"یو آر لکنگ ویری بیوٹی فل' پرنسز۔ قسم سے تم ڈاکٹر بنو گی تو تمہارے مریض تمہیں دیکھ کر ہی ٹھیک ہوجایا کریں گے۔" وہ شرارت سے کہتا کرسی کھینچ کر وہیں بیٹھ گیا۔
"ہٹو نگ مت کرو' مجھے مکھن پسند نہیں۔ نکمے ڈاکٹر ہو تم' اپنے اسپتال سے بھی چھٹیاں مار رہے ہو اور یہاں بھی کچھ نہیں کررہے۔ چلو جا کے مریضوں کو چیک کرو۔" وہ رعب جھاڑ رہی تھی اور وہ ہنس رہا تھا۔
"رئیلی پرنسز' تم بہت سویٹ ہو۔" وہ ہنستے ہنستے بولا۔ فاطمہ کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔ اس کے منہ سے پرنسز' سننا بہت اچھا لگتا تھا۔
"فاطمہ!" فراز کی آواز پر وہ دونوں مڑے۔ فراز پریشان کھڑا تھا۔
"کیا ہوا؟" فاطمہ کا دل ایک دم دھڑکا کسی انہونی کے احساس سے۔
"وہ۔ وہ۔ تمہارے پاپا۔" فراز کو الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ وہ بے اختیار آگے بڑھی۔ ایک فراز ہی تو جانتا تھا اس کی فیملی کے متعلق' دونوں فیملی فرینڈز تھے' بچپن کے دوست۔
"تمہارے پاپا کو۔ وہ تمہیں فون کررہے تھے' تم نے نہیں اٹھایا۔ وہ تمہارے پاپا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ لائبہ کا فون۔" الفاظ فراز کے منہ میں تھے۔ جب اس کے حلق سے چیخ نکلی تھی۔
"فاطمہ' فاطمہ" فراز اور شاہ زر دونوں آگے بڑھے مگر وہ اپنے حواس برقرار نہ رکھ سکی۔ وہیں لہرا کر فراز کے بازوؤں میں گر گئی۔

☆ ☆ ☆

اسپتال کے کوریڈور میں موت کا سکوت طاری تھا۔ آپریشن تھیٹر کے دروازے سے لائبہ' فاطمہ اور فراز چپکے کھڑے تھے۔ دونوں بہنوں کی آنکھیں رو رو کر سوجی پڑی تھیں اور فراز چپ کرانے کی کوشش میں نڈھال ہوچکا تھا۔
کوریڈور میں پانچ افراد اور بھی تھے' وہ کیوں وہاں کھڑے تھے۔ ان تینوں نے نہیں پوچھا۔ ان پانچوں میں شاہ زر' اس کے بابا جان' ایک خاتون' ایک بابا جان کے ہم عمر بزرگ اور ایک پاپا کے ہی ہم عمر آدمی تھے۔ بابا جان نڈھال کرسی پر گرے ہوئے تھے اور وہ دوسرا بزرگ ان کے قریب بیٹھا انہیں حوصلہ دے رہا تھا۔ شاہ زر بے چینی سے ٹہل رہا تھا اور وہ خاتون اور آدمی بابا جان کے پاس کھڑے تھے۔ تب ہی دروازہ کھلا۔ اور باہر آیا۔ وہ سب کھڑے ہوگئے۔
"فاطمہ کون ہے؟"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"مم۔ میں ہوں۔ میں ہوں فاطمہ" وہ تیزی سے بولی۔

"صبر کرو بیٹا' اللہ بہتر کرے گا۔" ڈاکٹر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور مڑ گئے۔ فاطمہ وہیں بیٹھتی چلی گئی۔ اس کے حلق سے دبی دبی چیخیں نکل رہی تھیں۔

وہ سب بوکھلا کر اس کے پاس آگئے۔

"ہوش کرو فاطمہ۔" شاہ زر نے اسے اٹھایا مگر وہ نہیں اٹھ رہی تھی۔

"سب میری غلطی ہے' سب میری وجہ سے ہوا۔ میرا بیٹا۔" بابا جان کی آواز پر وہ سب چونکے۔ فاطمہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ شاہ زر کے نانا کو جو اس کے پاپا کو اپنا بیٹا کہہ رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

"کوریڈور میں ایک بار پھر سکوت تھا۔ صرف بابا جان بول رہے تھے اور سب کو بتا رہے تھے جب کہ وہ دونوں بہنیں یوں کھڑی تھیں جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ وہ ادھیڑ عمر عورت ان کی پھپھو زاہدہ تھی' شاہ زر کی ماں۔ وہ شخص پاپا کا بھائی عمر علی تھا اور وہ دوسرے بزرگ شاہ زر کے دادا اور بابا جان کے بھائی آغا تھے۔ جنہیں شاہ زر' آغا جان کہتا تھا۔ بابا جان نے سب کچھ بتا دیا' شروع سے لے کر خون بہا تک۔ وہ داستان مکمل کر چکے تھے۔

"مگر محمد علی غلط سمجھا۔ اسے لگا شاہ زر اپنے باپ کے قتل کا بدلہ ان کی بیٹی سے لے گا شادی کے بعد' جب کہ ایسا کچھ نہیں تھا۔ آغا نے اسے معاف کر دیا تھا۔ زاہدہ پوری شان سے اپنی بھتیجی کو بہو بنا کر لانا چاہتی تھی لیکن محمد علی لاعلم تھا۔" وہ رو رہے تھے۔

شاہ زر نے فاطمہ کو دیکھا' وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ بے اختیار نظر چرا گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ کھڑی ہوئی اور زوردار تھپڑ اس کے منہ پہ مارا' وہ بے اختیار جھٹکے سے پیچھے ہوا' سب ساکت ہو گئے تھے۔ کسی کو فاطمہ سے اتنے شدید ردِعمل کی امید نہیں تھی۔ وہ خود بھی گال پر ہاتھ رکھے ششدر سا فاطمہ کو دیکھ رہا تھا۔

"یو چیٹر۔ یو اسٹوپڈ' یو نان سینس۔ تم نے مجھے دھوکہ دیا' مجھ سے اجنبی بن کر ملے جان بوجھ کے۔ میرے جذبات کا مذاق بنایا اور میرے پاپا کو۔ میرے پاپا کو۔" وہ اس کا گریبان پکڑی کھڑی ہانپ رہی تھی۔

"اگر میرے پاپا کو کچھ ہوا تو۔ تو۔" غصے کی شدت سے اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔ فراز نے جھٹکے سے اسے پیچھے کھینچا۔

"ہوش میں آؤ۔" فراز نے اسے جھنجھوڑا۔

"نہیں فراز۔ ان لوگوں نے۔ ان لوگوں نے۔ ان سب نے۔ ان سب نے میرے پاپا کو۔" وہ کہتے کہتے پھر رو پڑی تھی' لائبہ بھی رو پڑی تھی۔ فراز نے پھر دونوں کو ساتھ لگا کے تسلی دی ادھر بابا جان' آغا جان اور زاہدہ پھپھو رو رہے تھے۔ البتہ شاہ زر چپ کھڑا تھا۔

تب ہی ڈاکٹر پھر باہر آیا۔

"مبارک ہو آپ کو' پیشنٹ کی حالت خطرے سے باہر ہے۔" ڈاکٹر نے آ کے نئی روح پھونکی تھی۔ وہ سب خوشی کے مارے چیخ اٹھے تھے۔

☆ ☆ ☆

اسپتال کے کمرہ نمبر 59 میں موجود سب لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ فاطمہ اور لائبہ دونوں پاپا کے دائیں بائیں بیٹھی تھیں۔ بابا جان' آغا جان' زاہدہ پھپھو' عمر تایا' سب ہنس رہے تھے۔ غلط فہمیاں دور ہو چکی تھیں۔ فاطمہ کو بھی پتا چل گیا تھا کہ شاہ زر اور اس کے گھر والوں کا ظرف کتنا بڑا تھا جو وہ سکندر انکل کی موت کو بھلا کر پاپا کو معاف کر چکے تھے۔ اور پاپا' وہ خوش تھے' بے حد خوش۔ جس سکون کی اسے تلاش تھی' وہ اب فاطمہ کو اپنے اندر تک اترتا محسوس ہو رہا تھا۔

"بس تم اب جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ محمد علی تاکہ میں اپنی فاطمہ کو اپنے گھر لے جاؤں۔" زاہدہ پھپھو محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ "پاپا اکیلے ہو جائیں گے'

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لائبہ کی بھی۔ شادی ہو جائے گی' میری بھی۔" اس نے سوچا پھر ایک دم ایک خیال آیا۔

"جی بابا' آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں تاکہ ہم اپنی نئی مما کو گھر لے آئیں۔" فاطمہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر دھماکہ کیا' سب چونک اٹھے۔

"نئی مما!"

"جی نئی مما' مطلب سلمیٰ آنٹی۔ بس بہت اکیلے رہ لیے آپ دونوں۔" اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔ ایک لمحے کے لیے سب حیران ہوئے پھر بابا جان نے اٹھ کر اسے گلے لگالیا' سب پھر سے مسکرا دیے۔

"ہاں ہاں ضرور۔" زاہدہ پھپھو جوش سے بولیں۔ پاپا شرمندگی سے آنکھیں جھکا گئے۔

"نہیں۔ میں اس کے لائق نہیں۔" انہوں نے آہستہ سے کہا مگر آغا جان نے ہاتھ ان کے منہ پر رکھ دیا۔

"ہمیشہ تمہیں داماد کے روپ میں دیکھا اور تم ہی داماد بنو گے۔" وہ بولے تو سب نے سرہلایا۔ فاطمہ نے ادھر ادھر دیکھا' وہ وہاں نہیں تھا۔ وہ اٹھ کر باہر آگئی' وہ وہیں تھا کوریڈور میں۔

"ناراض ہو ناں۔" وہ پاس جا کر بولی۔ شاہ زر نے دیکھا تک نہیں اور منہ پھیر لیا۔

"ایم سوری۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ مگر وہ نہیں مڑا۔

"شاہ زر پلیز۔ پلیز۔" وہ بولی۔ لیکن مقابل پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

"میں چیٹر نہیں ہوں' جب تم سے ملا تو تم مجھے اچھی لگیں۔ میرے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ تم میری کزن ہو۔ میں اپنی پوری رضامندی کے ساتھ تمہاری طرف بڑھا مگر پھر جب تم بابا جان سے ملیں۔ تب مجھے بابا جان نے بتایا' میں اور بھی خوش ہو گیا کہ تم ہی میری زندگی میں آؤ گی۔ میں تمہیں بتانا چاہتا تھا مگر وقت نہ ملا اور تم نے۔" وہ بولتے بولتے رک گیا۔ آنسو فاطمہ کے گالوں پر تھے۔

"مجھے پتا ہے میں بہت بری ہوں۔ میں۔" اس نے کہنا چاہا' شاہ زر نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"جیسی بھی ہو' میری ہو۔ میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتا کبھی بھی نہیں۔ رونا بند کرو۔ اینڈ اسمائل۔" اس کی نرمی لوٹ آئی تھی۔ وہ روتے روتے ہنس پڑی' وہ بھی ہنس دیا۔

☼

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

کتاب کا نام	مصنفہ	قیمت
بساط دل	آمنہ ریاض	500/-
زرد موسم	راحت جبیں	750/-
زندگی اک روشنی	رخسانہ نگار عدنان	500/-
خوشبو کا کوئی گھر نہیں	رخسانہ نگار عدنان	200/-
شہر دل کے دروازے	شازیہ چوہدری	500/-
تیرے نام کی شہرت	شازیہ چوہدری	250/-
دل ایک شہر جنوں	آسیہ مرزا	450/-
آئینوں کا شہر	فائزہ افتخار	500/-
بھول بھلیاں تیری گلیاں	فائزہ افتخار	600/-
پھلاں دے رنگ کالے	فائزہ افتخار	250/-
یہ گلیاں یہ چوبارے	فائزہ افتخار	300/-
من سے عورت	غزالہ عزیز	200/-
دل اسے ڈھونڈ لایا	آسیہ رزاقی	350/-
بکھرنا جائیں خواب	آسیہ رزاقی	200/-
زخم کو ڈھونڈتی مسیحائی سے	فوزیہ یاسمین	250/-
اماوس کا چاند	بشریٰ سعید	200/-
رنگ خوشبو ہوا بادل	افشاں آفریدی	500/-
درد کے فاصلے	رضیہ جمیل	500/-
آج گگن پہ چاند نہیں	رضیہ جمیل	200/-
درد کی منزل	رضیہ جمیل	200/-

ناول منگوانے کے لئے فی کتاب ڈاک خرچ -/30 روپے
منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ -37 اردو بازار کراچی۔
فون نمبر: 32216361

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY